International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:03, Issue: 02, July-Dec 2023
pp: 350- 362

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

مشائخ نقشبند کے افکار سے استفادہ کی عصری جہات: عہد عالمگیری کے تناظر میں

Contemporary Dimensions of Benefiting from the Teachings of the Naqshbandī Sufi Masters: In the Context of the Ālamgīrī Era

Hafiz Ghulam Mustafa
Doctoral Candidate, Lahore Garrision University, Lahore
Muhammad Riaz
M Phil, Lahore Garrision University, Lahore

Abstract

This paper explores the contemporary relevance and application of the teachings of the Naqshbandī Sufi masters during the Ālamgīrī era, a period that witnessed significant religious and spiritual renewal in the Indian subcontinent. The completion of Islam as a perfect religion occurred with the Prophet Muhammad ﷺ, and it remains the ultimate path to success until the Day of Judgment. However, as Islam expanded beyond the Arabian Peninsula, each subsequent era proved more challenging in terms of maintaining the purity of faith and practices. To counter the growing challenges, Allah Almighty sent exemplary individuals in every age to guide people towards the straight path. Among the notable periods of Islamic revival is the era of Aurangzeb Ālamgīr, which saw the resurgence of orthodox Islam and the eradication of the harmful influences of Akbar's heterodox policies. The widespread propagation of Islam during Aurangzeb's reign is largely attributed to the tireless efforts of the Naqshbandī Sufi masters, who brought about a spiritual revolution in India. This paper introduces key Naqshbandī figures of the Ālamgīrī era and examines the potential ways in which their teachings can be applied in the contemporary context to address modern challenges.

Keywords: Naqshbandī Sufis, Ālamgīrī era, Islamic revival, spiritual guidance, contemporary relevance

CC BY

تعارف موضوع

دینِ اسلام کی تکمیل نبی کریم ﷺ پر ہوئی اب تا قیامت یہی دین معیار کامیابی ہے۔ عہد نبوی کے بعد ہی جیسے اسلام جزیرہ عرب سے نکل کر دوسرے علاقوں میں پہنچا تو ہر دور اپنے سے ماقبل کی نسبت زیادہ پر فتن ثابت ہوتا رہا۔ عقائد واعمال کی اصلاح کی خاطر ہر دور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے نفوس پیدا ہوتے رہے جنھوں اصلاح معاشرہ میں مثالی خدمات سر انجام دے کر لوگوں کی رہنمائی صراط مستقیم کی طرف کی۔ یوں تو ہر دور میں علماء ربانین نے اشاعت دین کا کام کیا ہے لیکن برّصغیر پاک وہند میں عہد عالمگیری وہ سنہری دور ہے جس میں نہ صرف احیائے دین کا کام پوری شان وشوکت سے ہوا بلکہ دین اکبری کے مہلک اثرات کا بھی خاتمہ ممکن ہوا جسکے دور رس اثرات مرتب ہوئے۔ اورنگزیب عالمگیر کے دور اقتدار میں وسیع پیمانے پر ہونے والی اشاعت اسلام کا سہرا ان مشائخ نقشبند کے سر پر ہے ہیں جنکی شبانہ روز کاوشوں کی بدولت ہندوستان میں ایک روحانی انقلاب پیدا ہوا۔ اس مقالہ میں عہد عالمگیری کے اہم مشائخ نقشبند کا تعارفی خاکہ پیش کرنے کیساتھ انکی تعلیمات سے استفادہ کی ممکنہ صورتیں پیش کریں گے۔

1: خواجہ محمد سعید کے احوال وآثار:

خواجہ محمد سعید حضرت مجدد الف ثانی کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۰۰۵ ہجری میں ماہِ شعبان میں سرہند کے مقام پر ہوئی۔ بچپن سے ہی آپکی پیشانی پر سعادت وکرامت کے آثار نمایاں تھے بلکہ آپ کے بچپن کا ایک واقعہ علامہ نور بخش توکلی نے نقل کیاہے:

> "خواجہ محمد سعید بچپن میں بیمار ہوئے تو دورانِ مرض ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو بے اختیار کہنے لگے کہ حضرت خواجہ کو چاہتا ہوں، حضرت خواجہ سے ان کی مراد خواجہ باقی باللہ تھے تو اس بات کا ذکر جب حضرت باقی باللہ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا: تمھارے محمد سعید غائبانہ ہم سے سبقت لے گیا۔"[1]

تحصیل علم:

خواجہ محمد سعید نے زیادہ تر علوم اپنے والدِ گرامی شیخ مجدد الف ثانی سے حاصل کیے۔ اس کے علاوہ مولانا محمد طاہر لاہوری کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کیا۔ مزید کچھ علوم اپنے بڑے بھائی حضرت خواجہ محمد صادق سے بھی حاصل کیے۔ بعد ازاں آپ نے درس وتدریس شروع کر دی۔ یاد رہے کہ آپ نے تمام علومِ متداولہ (عقلیہ اور نقلیہ) سترہ سال کی تھوڑی عمر میں ہی مکمل کر لیے۔ آپ نے "مشکوٰۃ" پر حاشیہ بھی لکھا۔ آپ کے ہم عصر علماء آپ کے علمی ذہانت وفطانت کے معترف تھے۔ اللہ پاک نے آپ کو آٹھ بیٹوں اور پانچ بیٹیوں سے نوازا تھا۔ خواجہ محمد سعید اپنے والد گرامی کی زندگی میں اور اُن کی

موجودگی میں متلاشیانِ حق کی رہنمائی فرماتے رہے۔ اور والدِ بزرگوار کی رحلت کے بعد آپ مرجع خلائق و عام ہو گئے۔ یہاں تک کہ وعدہ قضا کے پورا ہونے کا وقت آ گیا تو آپ ۲۴ جمادی الآخر ۱۰۷۰ ہجری کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

2: خواجہ محمد معصوم کے شخصی احوال:

خواجہ محمد معصوم شیخ مجدد الف ثانی کے تیسرے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ آپکی ولادت سنہ ۱۰۰۷ ہجری میں بمقام سرہند ہوئی۔ آپ کی ولادت پر شیخ مجدد الف ثانی بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میرے اس بیٹے کی پیدائش میرے لیے بہت مبارک ثابت ہوئی کیونکہ اس کی پیدائش کے کچھ ہی عرصہ بعد میں حضرت خواجہ باقی باللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر فیض یاب ہوا۔ آپ سولہ سال کی عمر تک رائج الوقت علوم میں مہارت حاصل کر چکے تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی بھی آپ پر خصوصی توجہ فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ تحصیل علوم جلدی مکمل کریں کہ آپ کے ذمہ بہت سے کام ہیں۔ جن کو آپ نے سرانجام دینا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کا یہ قول مقاماتِ معصومی میں مصنف نے بیان کیا ہے:

"بابا، از تحصیل علم زور فارغ شوید که ما را با شما کار ہائے عظیم درپیش است، و چوں علم مبدءِ حال است، از تحصیل چاره نبود، و در مذہبِ چناں است کو صوفیِ جاہل را سخره شیطان می دانستند۔"[2]

"بابا تحصیل علم سے جلد فارغ ہو جاؤ کہ مجھے تم سے بڑے بڑے کام لینے ہیں۔ علم حال کی بنیاد ہے، اس لیے اسے حاصل کرنا ضروری ہے، مذہب کے مطابق جاہل صوفی کو شیطان کا مسخرہ سمجھتے ہیں۔"

مکتوباتِ معصومیہ:

اگر خواجہ صاحب کی تحاریر اور مکتوبات کا مطالعہ کریں تو یہ حقیقت مترشح ہوتی ہے کہ آپکو عربی زبان پر کمال دسترس حاصل تھی۔ آپ عالمانہ نکات اور عارفانہ حقائق اخذ کرنے میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ ان خصوصیات کی بناء پر آپکی تحاریر اور مکتوبات کو علم و حکمت کا خزانہ کہا جاتا ہے۔ خواجہ محمد معصوم دعوت و ارشاد کا کام جہاں پر لسانی تبلیغ کے ذریعے سے فرماتے تھے وہیں پر اپنے والدِ گرامی حضرت مجدد الف ثانی کی طرز پر مکتوبات (Letters) کے ذریعے بھی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ جو مکتوبات آپ نے لکھے ان کی تین ضخیم جلدیں آپ کی زندگی میں ہی مرتب ہو گئیں تھیں۔ مکتوبات کی مدد سے ہندوستان میں اشاعت اسلام کی اہمیت بیان کرتے ہوئے شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

"حضرت مجدد الف ثانی کے صاحبزادگان گرامی، خواجہ محمد سعید اور خواجہ محمد معصوم کے ذکر میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ان بزرگوں کے مجموعہ ہائے مکاتیب میں متعدد خطوط اورنگزیب کے نام ہیں۔ اور عالمگیر نامہ کے وہ اندراجات بھی نقل کر چکے ہیں جن سے ان بزرگوں اور عالمگیر کے روابط پر روشنی پڑتی ہے۔ مکتوبات سعیدیہ میں کل سو مکاتیب ہیں۔ ان میں سے نو عالمگیر کے نام ہیں۔"[3] آپ کا وصال ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ بمطابق ۱۷ اگست ۱۶۶۸ء کو ہوا۔[4]

3: شیخ محمد یحییٰ:

شیخ محمد یحییٰ حضرت مجدد الف ثانی کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔ آپ کی ولادت سنہ ۱۰۲۴ھ میں ہوئی۔ خواجہ محمد یحییٰ نے تقریباً نو سال کی عمر میں حفظ القرآن اپنے والدِ بزرگوار حضرت مجدد پاک سے مکمل کیا۔ خواجہ محمد یحییٰ کے بچپن میں ہی شیخ مجدد الف ثانی کی وفات ہوگئی تھی۔ حفظ القرآن کے بعد خواجہ محمد یحییٰ نے باقی علوم اپنے بڑے بھائیوں سے پڑھے۔ پندرہ برس کی عمر میں مطول پڑھی۔ اس کے علاوہ حدیث کی سند شیخ عبد الحق محدث دہلوی سے لی۔ علامہ محمد صادق قصوری لکھتے ہیں کہ:

"صاحبِ تصنیف و تالیف، پابند شریعت و طریقت اور عاملِ سنت نبوی ﷺ تھے۔ دو دفعہ حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی مشرف ہوئے۔"[5]

خواجہ محمد یحییٰ نے ساری زندگی دین اسلام کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔ مساجد کی تعمیر ہو یا مدارس کی عالیشان عمارتیں آپ نے ترویج دین کے لیے نہ صرف علمی کوششیں کیں بلکہ اپنے مال کے ذریعے سے بھی اشاعتِ دین کا بے مثال کام کیا۔ حضرت خواجہ محمد یحییٰ کی شادی خواجہ باقی باللہ کی پوتی اور خواجہ کلاں خواجہ عبید اللہ کی بیٹی سے ہوئی جس سے اللہ نے آپ کو تین لڑکے اور ایک لڑکی عطا فرمائی۔ آپ ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۹۶ھ کو خالقِ حقیقی سے جا ملے۔

4: شیخ صبغۃ اللہ سرہندی:

شیخ محمد صبغۃ اللہ خواجہ محمد معصوم کے سب سے بڑے فرزند ہیں۔ شیخ مجدد نے آپ کا نام صبغۃ اللہ رکھا اس نسبت سے کہ آپ میں اصالت کا رنگ غالب ہے۔ جیسا کہ محمد اقبال مجددی نے لکھا:

"حضرت مجدد الف ثانیؒ نے آپ کا نام صبغۃ اللہ رکھا اور فرمایا کہ اس فرزند میں مَیں نے اصالت کا رنگ دیکھا ہے۔"[6]

علومِ دینیہ کی تکمیل:

خواجہ صبغۃ اللہ نہایت ذہین اور قوی الحافظہ تھے۔ آپ نے صرف چالیس دنوں میں قرآن مجید مکمل حفظ کر لیا۔ خواجہ صبغۃ اللہ نے علومِ دینیہ کی تحصیل اپنے چچا خواجہ محمد سعید سے کی۔ تحصیلِ علوم کیساتھ آپ نے روحانی فیض بھی اپنے چچا اور اپنے والد گرامی خواجہ محمد معصوم سے حاصل کیا۔ آپ نے سالہا سال دین متین کی خدمت کی اور تقریباً نوّے سال کی عمر پائی۔[7] شیخ صبغۃ اللہ کا وصال ۹ ربیع الاول ۱۱۲۲ھ کو بمطابق ۱۷۱۰ء کو ہوا۔

5: خواجہ محمد نقشبند:

خواجہ محمد نقشبند خواجہ محمد معصوم کے دوسرے بیٹے ہیں۔ آپ کی ولادت ۷ رمضان المبارک ۱۰۳۴ھ کو ہوئی جب کہ یہی سال شیخ احمد سرہندی کا سن وفات بھی ہے۔ آپکے القابات میں "شرف الدین" اور "حجۃ اللہ" بطور خاص مشہور ہیں۔[8]

تعلیم و تربیت:

خواجہ محمد نقشبند بھی اپنے دیگر بھائیوں کی طرح نہایت قوی الحافظہ تھے۔ آپ نے زیادہ تر کتب اپنے چچا حضرت خواجہ محمد سعید سے پڑھیں اور ایسی باریک بینی و تحقیق سے پڑھیں کہ خواجہ سعید فرمایا کرتے تھے

"خواجہ محمد نقشبند اتنی توجہ سے پڑھتے ہیں کہ باریک سے باریک نکات کو بھی نکال کر سامنے لے آتے ہی۔ یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے، بلکہ پڑھانے آتے ہیں۔"[9]

خواجہ محمد نقشبند کو آخری ایام میں پاؤں کے درد کا عارضہ لاحق ہو گیا۔ جس سے آپ قدرے خمیدہ ہو کر چلتے۔ بیماری شدت اختیار کرتی گئی۔ رات کے تیسرے پہر اُٹھ کر نمازِ تہجد ادا فرمائی اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت فرماتے فرماتے دراز ہو گئے۔ بس اسی حال میں کلمہ شہادت پڑھتے پڑھتے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ آپ کی تدفین آپ کے والد گرامی حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے مقبرہ کے شمال کی جانب الگ مقبرہ میں فتح باغ کے قریب دفن کیا گیا۔[10]

6: شیخ محمد عبید اللہ:

شیخ محمد عبید اللہ ۲۱ رجب ۱۰۳۸ھ کو سرزمینِ سرہند پر پیدا ہوئے۔ آپ خواجہ محمد معصوم کے تیسرے فرزند ہیں۔ آپ کا نام آپ کے والد محترم نے تجویز فرمایا۔ آپ کو جس لقب سے شہرت ملی وہ "مروج الشریعہ" ہے۔ آپ نے ایک ماہ میں قرآن پاک حفظ فرمایا۔ تمام علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ نے اپنے والدِ گرامی خواجہ محمد معصوم سے باطنی علوم کا اکتسابِ فیض بھی کیا۔ آپکو آخری عمر میں تپ دق کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ دن بدن کمزوری بڑھتی گئی اور مرض شدت اختیار کر گیا۔ اسی دوران بادشاہِ وقت اورنگ زیب عالمگیر کے کہنے پر آپ شاہ جہاں آباد تشریف لے گئے تھے جہاں پر بادشاہ سمیت اُمراء حکومت اور عوام الناس بھی آپ سے مستفیض ہوئے۔ وہاں سے واپسی پر جب آپ سرہند کو روانہ ہوئے تو "سنبھالکہ" کے مقام پر آپ کا قیام تھا کہ بعد از نمازِ فجر آپ نے دریافت کیا کہ نمازِ اشراق کا وقت ہوا کہ نہیں تو بتایا گیا کہ جی ہاں وقت ہو گیا ہے۔ آپ نے بعد از تیمم اپنی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر کہا السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ! بعد ازاں نمازِ اشراق شروع کی اور دوراں سجدہ آپ کی روح مبارک کر گئی۔

7: شیخ محمد اشرف:

شیخ محمد اشرف اپنے وقت کے نہایت متقی اور صوفی باصفا بزرگ گزرے ہیں۔ آپ خواجہ معصوم کے چوتھے فرزند ہیں۔ خوش بختی آپ کی پیشانی مبارک سے ہی ہویدا تھی۔ آپ کی ولادت شریفہ ۱۰۴۳ھ میں ہوئی۔ حضرت محمد اشرفؒ نے روحانی فیض اپنے والد گرامی سے حاصل کیا۔ آپ کے اکتسابِ فیض کا معاملہ بھی گویا آپ کی کرامت ہی ہے کہ آپ

نے حضرت خواجہ کی ایک ہی توجہ سے نسبت نقشبندیہ کے تمام احوال و اسرار پا لیے۔ جیسا کہ "تاریخ و تذکرہ خانقاہ سرہند" میں درج ہے:

"خواجہ محمد معصوم، آپ سے فرمایا کرتے تھے اگرچہ میری عمر تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے مگر عنایتِ الٰہی سے تمھارا کام ایک توجہ میں کر دوں گا۔"[11]

خواجہ محمد اشرف کی وفات حسرت آیات پچھتّر برس کی عمر مبارک میں ۲۷ صفر ۱۱۱۸ھ کو بوقت سحری ہوئی۔

8: خواجہ سیف الدین:

خواجہ سیف الدین خواجہ محمد معصوم کے پانچویں لختِ جگر ہیں۔ آپ سنہ ۱۰۴۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش سرہند شریف ہے۔ آپ کا لقب " محی السنہ " تھا اور بالکل اپنے لقب کی مانند آپ احیاء دین اور احیاء سنت کے لیے ساری زندگی کوشش فرماتے رہے۔ شرعی احکام کے اجرا اور بدعت و افعال قبیحہ کے خاتمے کے لیے ہر وقت کمربستہ رہتے۔ جیسا کہ سید احمد حسن منوری صاحب نے لکھا ہے:

"آپ کے زمانہ میں دین وملت نے بہت زیادہ طراوت پائی اور بدعت ناپید ہو گیا۔ اسی سبب حضرت عروۃ الوثقیٰ نے آپ کو محتسب اُمت کے لقب سے سرفراز فرمایا۔"[12]

آپ نے سینتالیس سال کی عمر میں ۲۶ جمادی الاول ۱۰۹۶ھ میں اس دارِ فانی سے دار البقاء کی طرف رحلت فرمائی۔

دیگر مشائخ نقشبند:

گزشتہ صفحات میں ہم نے عہدِ عالمگیری کے ان نفوس کا ذکر کیا جن کی شبانہ روز محنت سے ہندوستان میں احیاء دین کا کام ہوا۔ خانوادہ مجددیہ کے علاوہ دیگر مشائخ نقشبند میں مفتی باقر لاہوری، شیخ محمد علیم جلال آبادی، مولانا محمد جان ورسکی، حافظ محمد صادق کابلی وغیرہم قابلِ ذکر مشائخ ہیں جنھوں نے معاشرتی اصلاح کے لیے اہم خدمات سرانجام دیں۔

مشائخ نقشبند کی تعلیمات سے استفادہ کی عصری جہات:

دسویں صدی ہجری میں دین اکبری کی شکل میں جو فتنہ ہندوستان میں پیدا ہوا وہ کوئی معمولی فتنہ نہ تھا اُس نے دین اسلام کی بنیادوں تک کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔ عہدِ اکبری میں اسلام کو جو چیلنجز درپیش تھے عصر حاضر میں بھی ہمیں اسطرح کے مسائل کا سامنا ہے۔ فکری اور عملی بد اعتقادی آج بھی وہی ہے جو شیخ احمد سرہندی اور اُن کے خلفاء کے دور میں تھی۔ مخالفین اسلام کا جو طریقہ واردات عہدِ اکبری میں تھا آج بھی وہی طریقہ ہے۔ موجودہ دور کے اہم مسائل میں سے درج ذیل بطور خاص قابل ذکر رہیں۔

1: فتنہ الحادو لادینیت:

دور موجود کا سب سے بڑا فتنہ الحاد و لادینیت ہے جو آج بڑی تیزی کے ساتھ لوگوں کو اپنی گرفت میں لے رہا ہے۔ الحاد و لادینیت کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تاریخ کافی پُرانی ہے۔ عہدِ اکبری میں بھی لادینیت و الحاد کے متعلق ہمیں ثبوت ملتا ہے۔ اکبر اور اُس کے حواری بھی اس راہ پر چل نکلے تھے۔ اکبر کو گمراہی کی ان وادیوں میں دھکیلنے والے بھی اُس کے اپنے درباری ہی تھے جنھوں نے اکبر کو خدائے واحد کے راستے سے ہٹا کر شیطان کے راستے پر ڈال دیا۔ بڑھتے ہوئے فکری و نظریاتی مسائل اور خدائے واحد کے ساتھ کمزور تعلق نے نسل نو کے عقیدہ توحید میں شکوک وشبہات پیدا کر دیے ہیں ۔ آج ہر سوال کو عقل کی کسوٹی پر پرکھا جانے کا رواج عام ہو رہا ہے۔ عقل جس بات کی تائید کر دے وہ بات قابلِ قبول ہے اور جس بات کو عقل رد کرے وہ نا قابلِ قبول اور ناقص ہے۔ ملحدین کے نزدیک حقیقت صرف انھی چیزوں کی ہے جو اُن کے مشاہدے یا تجربے کی بنیاد پر تسلیم شدہ ہوں یا پھر عقلِ انسانی کم از کم اُن کو تسلیم کرے۔ الحاد ولادینیت کی تعریف کیا ہے یہ جاننا ہمارے لیے فائدہ مند ثابت ہو گا:" آکسفورڈ ڈکشنری "میں الحاد کی تعریف ان الفاظ کیساتھ بیان کی گئی ہے:

> "The view that reason is the only guide leading to the improvement and progress of the human race and theat adherence to religious or other non-rational beliefs are outdated.[13]"

الحادولادینیت در حقیقت معبود برحق کی بندگی سے آزادی حاصل کر کے خواہش نفس کی پیروی کا نام ہے ایسے شخص کی مثال کو کتاب اللہ میں ان الفاظ کیساتھ بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰىهُ۔[14]

"بھلا دیکھو تو وہ جس نے اپنی خواہشات کو اپنا خدا بنالیا۔"

سید ابو الاعلیٰ مودودی نے بھی اسی طرح کے الفاظ میں الحادولادینیت کی تعریف بیان کی ہے آپ لکھتے ہیں:

"یہ لوگ عالم طبعیت اور دنیائے مادہ حرکت کے باہر کسی چیز کے وجود کو ماننے کے لیے تیار نہیں تھے ان کے نزدیک حقیقت صرف انھی چیزوں کی تھی جو ہمارے مشاہدہ و تجربہ میں آئی ہیں۔"[15]

صرف وقت اور دور بدلا ہے اسلام کو درپیش مسئلہ بھی وہی ہے اور اس مسئلے سے نمٹنے کا حل بھی وہی پائیدار ثابت ہو گا جو آج سے کئی صدیاں پہلے اس مسئلہ سے نمٹنے کے لیے استعمال کیا جا چکا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے مکتوبات میں لادینیت سے بچنے کی تاکید کی ہے اور ایمان پر استقامت اختیار کرنے کی طرف متوجہ کیا ہے۔

آپ کے ایک مکتوب کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"عقل اگر معرفتِ الٰہی کے مسئلہ میں کافی ہوتی تو فلاسفہ یونان جنھوں نے عقل کو اپنا مقتدیٰ بنایا ہے کبھی بھی گمراہی کے بیابان میں نہ بھٹکتے اور حق تعالیٰ کو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ پہچانتے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے معاملہ میں جاہل ترین لوگ یہی ہیں کہ انھوں نے حق تعالیٰ کو بیکار ومعطل سمجھ لیا اور سوائے عقل کے اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کا فاعل وخالق نہیں مانتے اور وہ بھی ان کے خیال میں اس سے یعنی اللہ تعالیٰ سے اضطراری طور پر وجود میں آئی نہ کہ اختیاری طور پر۔"[16]

معلوم ہوا کہ لادینیت عقل پرستی کا دوسرا نام ہے جبکہ ایمان استقامت کا نام ہے۔ اسلام کی ہر چیز کو اگر انسانی عقل پر پرکھا جائے تو عقل انسانی لادینیت کی طرف لے جاتی ہے جبکہ اسلام کے جملہ احکامات کے سامنے سر جھکانے میں ہی مسلمان کی کامیابی ہے۔

2: قرآن وسنت کی من گھڑت تشریحات:

عہدِ حاضر کے دیگر فتنوں کی طرح قرآن وسنت کی من پسند تعبیر وتشریح بھی ایک بڑا فتنہ ہے۔ آج لوگوں کو قرآن وسنت کے نام پر گمراہ کیا جارہا ہے۔ قرآن وسند کی من پسند تشریحات کے ذریعے سے خواہشاتِ نفس کی تکمیل کی جارہی ہے۔ جیسا کہ آج کل سوشل میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ پر ہر روز ہم نت نئی ایسی چیزوں سے آگاہی حاصل کرتے ہیں جو دین میں خرابی پیدا کررہے ہیں۔ مشائخ نقشبند کے عہد میں بھی اس جیسی صورت حال درپیش تھی۔ شیخ عبدالحق دہلوی محدث دہلوی جو کہ مشائخ نقشبند کے ہم عصر بھی ہیں لکھتے ہیں:

"وضع کردن تاویلات اہل زیغ و ضلال و طعن ملاحدہ و زنادقہ و نیز از رعایت حقوق کتاب اللہ ترک تکلم در آں تفسیر نام کنند و ندانند کہ من فسر القرآن براہ فقد کفر۔"[17]

"اس دور میں اہل بدعت وکفر نے تاویلات اور لایعنی قسم کی آراء جو ان کی خواہشات تو ہوسکتی تھیں مگر منشائے الٰہی ہرگز نہیں تھیں اُن کو قرآن مجید کی تفسیر کے طور پر بیان کرنا شروع کردیا اور جب اہل حق قرآن وحدیث کی بات کرتے تو تاویلات اور حیلہ بازیوں کے انبار لگادیے جاتے۔"

بادشاہ وقت کی خوشنودی کی خاطر ایسی من گھڑت اور لایعنی تاویلات کو قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ کی تعبیر وتشریح اور دین میں تحقیق وجستجو کے نام سے پیش کرتے۔ جس کو مجدد الف ثانی نے سختی کے ساتھ رد فرمایا۔

آپ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ:

"فقیر میں ایسی باتیں سننے کی تاب نہیں، بے اختیار میری رگ فاروقی حرکت میں آجاتی ہے اور تاویل وتوجیہ کا موقع نہیں دیتی۔ ایسی باتوں کے قائل شیخ کبیر یمنی ہوں یا شیخ اکبر شامی، ہمیں کلام محمد عربی ﷺ سے غرض ہے نہ کہ صدر الدین قونوی اور شیخ عبد الرزاق کاشی سے۔"[18]

شیخ احمد سرہندی اور آپ کے خلفاء سمیت اُس عہد کے دیگر علمائے حق نے بھی ان بدعات وخرافات کے خاتمے کے لیے سعی بلیغ کی اور قرآن وسنت کی غلط تعبیر وتشریح کے سیل رواں کے سامنے بند باندھا جو کہ شریعت محمدی ﷺ کی اصل تعلیمات میں بگاڑ کا موجب بن رہا تھا۔ عصر حاضر میں بھی بعض عناصر سوشل میڈیا کی مدد سے مبادیات اسلام میں شکوک وشبہات پیدا کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوششوں میں مصروف عمل ہیں جس سے ہمیں بہت زیادہ نقصان ہو رہا ہے۔ ہمیں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ اپنا تعلق اسلام اور سیرت النبی کیساتھ مضبوط کریں تاکہ فکری انتشار سے بچا جا سکے۔

3: مقام رسالت میں تنقیص کا رجحان:

ذاتِ باری تعالیٰ کے بعد سب سے بڑا مقام بلاشبہ حضرت محمد ﷺ کا ہے۔ نبی رحمت ﷺ کی ذاتِ اقدس اور آپ ﷺ کی ناموس کی حفاظت اللہ تعالیٰ خود فرمانے والا ہے۔ آغازِ اسلام سے ہی سابقہ ادیان کے پیروکار نبی رحمت ﷺ کی جان کے دشمن بن گئے بلکہ ناموسِ رسالت پر بھی رکیک حملے کرنے لگے اور آج تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ مغربی مفکرین آئے روز شانِ مصطفیٰ ﷺ میں نعوذ باللہ نقص نکالنے کی تگ ودو میں مصروف ہیں۔ گستاخانہ خاکے شائع کروانا، ذاتِ مصطفیٰ ﷺ پر تنقید اہل مغرب، یہود ونصاریٰ اور مستشرقین کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ اہل مغرب کے شدت پسند طبقات تو اپنی جگہ پاکستان جیسے اسلامی ملک میں بھی بعض مفکرین نادیدہ قوتوں کے آلہ کار بن کر عقیدہ ختم نبوت اور مقام رسالت میں ہرزہ سرائی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ مقام نبوت میں تنقیص کا رجحان جب ہندوستان میں عام ہونے لگا تو مشائخ نقشبند نے اس محاذ پر بھی گراں قدر خدمات سرانجام دیں اور اس فتنہ کا بھرپور رد کر کے مقام نبوت ورسالت کا دفاع یقینی بنایا۔ جلال الدین اکبر بھی عداوتِ مصطفیٰ ﷺ میں بہت زیادہ بڑھ چکا تھا۔ یہاں تک کہ نام محمد ﷺ، احمد ﷺ سے بھی نفرت وبیزاری کا اظہار کرنے لگ گیا تھا۔

مُلّا بدایونی نے "منتخب التواریخ" میں لکھا ہے:

"نام احمد و محمد و مصطفیٰ و امثال آں به جهت کافران بیرونی و زنان اندرونی گراں می آمد تا به مرور ایام اسامی چند را از مقرباں که باایں نام

مسمی بودند تغیر داده مثلا یار محمد، محمد خاں را رحمت می خواندند وحی نوشتند۔"[19]

"احمد، محمد، مصطفیٰ یہ نام بادشاہ کو بیرونی کافروں اور اندرونی عورتوں یعنی بادشاہ کی ہندرانیوں کی ریشہ دوانیوں کے سبب بادشاہ کو گراں گزرنے لگے۔ یہاں تک کہ ایک وقت ایسا آیا کہ بادشاہ نے اپنے خاص لوگ جو اُس کے ارد گرد موجود رہتے تھے ان کے نام تک بدل ڈالے جیسا کہ یار محمد اور محمد خاں کو رحمت ہی کے نام سے پکارنے لگا۔ حتیٰ کہ لکھتے وقت بھی اُن کو اسی نام سے موسوم کرتے ہوئے لکھتا یعنی رحمت کے نام سے ہی لکھتا اور پکارتا تھا۔"

نبی کریم ﷺ کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہے۔ ذکر مصطفیٰ ﷺ کی رفعتوں کا ذمہ خود اللہ رب العزت نے لیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:

وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ۔[20]

اور ہم نے آپ ﷺ کے ذکر کو آپ ﷺ کے لیے بلند کر دیا۔

شیخ مجدد الف ثانی نے تحفظ ناموس رسالت پر ایک رسالہ "مسئلہ اثبات النبوہ" کے نام سے تحریر کیا تا کہ لوگوں کو مقامِ نبوت ورسالت سے آگاہی ہو۔ ذات مصطفیٰ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہر نقص اور عیب سے پاک پیدا فرما کر تمام اوصاف وکمالات کا حامل آپ ﷺ کو بنایا گیا ہے۔ آپ ﷺ میں نقص اور عیب جوئی کی جسارت کوئی بیمار ذہن ہی کر سکتا ہے ۔ مسلمان کا تو ایمان ہی اس وقت مکمل ہوتا ہے جب وہ نبی اکرم ﷺ کی ذات کریمہ سے کائنات کی ہر چیز سے بڑھ کر محبت کا تعلق قائم کرے۔

4: کثرت بدعات اور دینی استقامت کا فقدان:

جب ہم عہدِ عالمگیری اور ما قبل ادوار کی مذہبی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو اس وقت بھی برّصغیر کے مسلم معاشرے میں بدعات کی کثرت اور دینی استقامت کے فقدان جیسے مسائل سامنے آتے ہیں۔ عہدِ حاضر میں دین کے نام پر ہر روز ایسی خرافات و اوہام کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے جن کا اسلام سے تعلق تو کجا دور دور تک دین سے کوئی علاقہ نہیں۔ ایمان کی کمزوری کے سبب غیر مسلم معاشروں کی خرافات مسلم معاشروں میں بڑی تیزی سے پھیل رہی ہیں۔ خصوصاً ہمارا نوجوان طبقہ اس گمراہی وضلالت کے سیل رواں میں بہتا جا رہا ہے۔ ایسی ہی خرافات وبدعات تھیں جن کا سامنا مشائخ نقشبند نے کیا تھا اور اپنی تعلیمات اور طریق کار سے ان خرافات کا خاتمہ کیا۔ جیسا کہ ہمیں خواجہ محمد معصوم کے مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے۔

آپ اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

"سعادت مند جوانوں اور ہوش مند طالبوں پر لازم ہے کہ ظاہر و باطن میں آنحضرت ﷺ کی اتباع میں کوشش کریں اور جو چیز اس دولت (اتباع) کے منافی ہے اس سے ظاہر و باطن کی آنکھ بند کرلیں اور یقینی طور پر جان لیں کہ اگر کوئی شخص ہزارہا فضائل و خوارق رکھتا ہو اور آنحضرت ﷺ کی متابعت میں کاہلی سے کام لیتا ہو تو اس شخص کی صحبت و محبت زہر قاتل ہے۔ اور وہ شخص جو فضائل و کرامات میں سے کچھ بھی نہ رکھتا ہو اور حضور نبی کریم ﷺ کے اتباع میں ثابت قدم ہو اس کی صحبت و محبت نفع بخش تریاق کی مانند ہے۔"[21]

جب ہم مشائخ نقشبند کی تعلیمات کا بغور مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ تمام قسم کی بدعات کا خاتمہ اور رسوماتِ بد کا علاج اتباعِ مصطفیٰ ﷺ میں ہے۔ مزید یہ کہ جو شخص علمِ شریعت کا پابند ہو اگرچہ اُس سے کرامات کا ظہور نہ بھی ہوتا ہو وہ شخص قابلِ اتباع و لائق صحبت و محبت ہے۔ اسی طرح اس شخص کی صحبت و مجلس سے بچنا چاہیے جو اتباعِ شریعت و سنت میں سستی و کاہلی اور کوتاہی کا روادار ہو اگرچہ اُس سے خرقِ عادات کا ظہور بھی ہوتا ہو۔ اتباعِ شریعت کا جذبہ اور علمائے حق کی صحبت ہی بدعات کے خاتمے میں مدد و معاون ہے۔ اسی طرح ایک اور جگہ پر خواجہ صاحب فرماتے ہیں:

"اگر در دو چیز استقامت و رسوخ است و از احوال مواجیه هیچ نیست غم نیست اتباع صاحب شریعت و صحبت شیخ مقتداء۔"[22]

"باطنی احوال میں سے کچھ بھی نہ مل سکے تو اس کا کوئی غم نہیں ہے اگر دو چیزیں میسر آجائیں، شریعت پر ہمیشگی و استقامت اور صاحبِ اتباعِ شریعت کی صحبت۔"

سو ان خرافات و بدعات کے خلاف آج سے کئی صدیاں پہلے مشائخ نقشبند نے کامیابی حاصل کی تھی۔ آج بھی انھیں مشائخ کی تعلیمات اور طریق کار کو اپنا کر ہمیں ان بدعات و رسومات کے خلاف کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

5: تصوف میں بے اعتدالیاں:

موجودہ دور میں ہم دیکھتے ہیں کہ خانقاہی نظام میں بھی جانشینی سرایت کرچکی ہے۔ باپ کے جانے کے بعد بیٹا مسند کا وارث بنتا ہے چاہے وہ اس کا اہل ہو یا نہ ہو۔ خانقاہوں اور سلاسل میں جب تک تقویٰ کی بنیاد پر مسند خلافت و ارشاد پر متمکن کیا جاتا رہا تب تک یہ خانقاہیں اسلام کے قلعے اور پناہ گاہیں تھیں مگر جب تقویٰ اور پرہیزگاری معیارِ مسند خلافت نہ رہا اور مسند خلافت بھی جائیداد وغیرہ کی طرح وراثت کی طرح آل اولاد کو منتقل ہونے لگی۔ پھر نااہل لوگ بھی مسند نشین ہوتے گئے اور مسند نشینی حاصل کرنے کے لیے غیر اخلاقی و غیر قانونی راستے اپنانے لگے۔ وہ خانقاہیں جو کبھی اہل اللہ کے زیر تصرف تھیں جہلاء اور نادان لوگ متمکن ہوگئے۔ جہاں سے اخلاص و للّٰہیت کا درس ملتا تھا اور خدا شناسی کروائی جاتی تھی وہاں سے

دنیاوی ومادی زندگی کی رنگینیوں سے لطف اندوزی اور شریعت سے ناشناسی کا سبق ملنے لگا۔ خواجہ محمد معصوم نے اپنے ایک مکتوب میں تصوف میں پائی جانے والی خرافات کا ذکر کر کے انکا حل بھی تجویز کیا ہے

"تارک سنن مصطفوی را علی مصدرہا الصلوٰۃ والسلام زینہار عارف خیال نکند و فریفتہ تبتل و انقطاع و خوارق عادات او نشود و شیفتہ زہد و توکل و معارف توحیدی او نگردد کہ فرق مبطلہ مثل یہود و نصاریٰ و جوگیہ و براہمہ در ایں امور بافرق فقہ شرکت دارند۔"[23]

"جو شخص سنت مصطفیٰ ﷺ کا تارک ہو تو اسے عارف خیال نہ کر، اگرچہ ایسے لوگوں سے خرق عادت چیزوں کا ظہور ہوتا ہو۔ کیونکہ سنت نبوی ﷺ کو ترک کرنا عابد، زاہد اور عارف و متوکلین کا شیوہ نہیں ہے۔ جب ایسے لوگوں سے خرقِ عادات چیزوں کا ظہور ہو تو ان کو بجائے ولی و عارف سمجھنے کے ان لوگوں کو یہود و نصاریٰ اور ہندو جوگیوں پر قیاس کیا جائے۔"

مشائخ نقشبند کی تعلیمات کا حقیقی محور اتباع سنت رسول اللہ ﷺ ہے۔ اتباع سنت رسول ﷺ ہی نجات کا ذریعہ اور لوگوں کی اصلاح کا سبب بن سکتی ہے۔ مشائخ نقشبند نے ہر محاذ پر سنتِ مصطفوی ﷺ کی ترویج و اشاعت کے ذریعے سے کامیابی حاصل کی۔ لہٰذا مشائخ نقشبند کی تعلیمات کے ذریعے سے تصوف میں پیدا ہونے والی بے اعتدالیوں اور بدعات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔

خلاصہ بحث:

ہندوستان میں عہد عالمگیری اسلام کا وہ سنہری دور ہے جس میں نہ صرف احیائے دین کا کام پوری شان وشوکت سے ہوا بلکہ دین اکبری کے تباہ کن اثرات کا بھی خاتمہ ممکن ہوا۔ اورنگزیب عالمگیر کے دور اقتدار میں وسیع پیمانے پر ہونے والی اشاعت اسلام کا سہرا ان مشائخ نقشبند کے سر پر ہے ہیں جنکی شبانہ روز کاوشوں کی بدولت ہندوستان میں ایک روحانی انقلاب کی راہیں ہموار ہوئیں۔ آج بھی مسلم معاشرے میں فکری، عملی اور روحانی بے اعتدالیاں وہی ہیں جو شیخ احمد سرہندی اور اُن کے خلفاء کے دور میں تھیں۔ ہمارے عصری مسائل میں فتنہ الحاد ولادینیت، دینی استقامت کا فقدان، قرآن وسنت کی من چاہی تشریحات، تاریخ اسلام سے ناواقفیت، دین واخلاقی تربیت کا فقدان، مقام رسالت میں تنقیص کے رجحانات، فکری انتشار اور تصوف اسلامی میں خرافات بطور خاص قابل ذکر ہیں یہ عوامل لوگوں کو گمراہی کی طرف بڑی تیزی سے لیکر جا رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم مشائخ نقشبند کی تعلیمات سے استفادہ کریں اور انکے افکار کی روشنی میں اپنے عصری مسائل کا حل تلاش کریں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

1 نور بخش توکلی، "تذکرہ مشائخ نقشبندیہ"، (لاہور: مشتاق بک کارنر، س ن)، ص: ۳۳۷۔

2 معصومی، میر صفر احمد، "مقاماتِ معصومی"، (لاہور: مکتبہ ضیاء القرآن، ۲۰۰۴ء)، ج: ۳، ص: ۵۷۔

3 شیخ محمد اکرام، رود کوثر، لاہور، ادارہ ثقافت اسلامیہ، 2016ء، 479

4 محمد صادق، "تاریخ مشائخ نقشبند"، ص: ۴۰۰۔

5 محمد صادق، "تاریخ مشائخ نقشبند"، (لاہور: زاویہ پبلشرز، ۲۰۰۹ء)، ص: 399۔

6 ایضاً: ص: 355۔

7 محمد حسن نقشبندی، "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ"، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۳ء)، ص: 365۔

8 محمد صادق، "تاریخ مشائخ نقشبند"، ص: ۴۲۸۔

9 محمد نذیر رانجھا، "تاریخ و تذکرہ خانقاہ سرہند"، (لاہور: جمعیۃ پبلی کیشنز، ۲۰۱۱ء)، ص: ۶۴۴۔

10 محمد صادق، "تاریخ مشائخ نقشبند"، ص: ۴۳۲۔

11 محمد حسن نقشبندی، "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ"، ص: ۳۷۲۔

12 احمد حسن منوروی، سید، "مختصر حالات بزرگانِ مجددیہ نقشبندیہ"، (سمستی پور: مکتبہ الامام، ۲۰۲۰ء)، ص: ۴۰۔

13 The Oxford Dictionary, Vol. 3, p. 219

14 الجاثیہ ۴۵: ۲۳۔

15 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، "تنقیحات"، (لاہور: اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۹۸ء)، ص: 12۔

16 ابو الحسن علی ندوی، "تاریخ دعوت و عزیمت"، (کراچی: مجلس نشریاتِ اسلام، س ن)، ص: 208۔

17 عبد الحق دہلوی، شیخ، "مدارج النبوۃ"، (لکھنؤ: منشی نول کشور پریس، ۱۹۰۴ء)، صفحات ۷۹۰۔

18 محمد موسیٰ بھٹو، "اسلامی شریعت و طریقت حضرت مجدد کی نظر میں"، (حیدر آباد: نیشنل اکیڈمی س ن)، ص: 56.

19 بدایونی، مُلّا عبد القادر، "منتخب التواریخ"، (دہلی: قومی کونسل برائے فروغِ اُردو، ۲۰۰۸ء)، ج: ۲، ص: ۱۳۳۔

20 سورۃ الم نشرح ۹۴: ۴۔

21 معصومی، میر صفر احمد، "مقاماتِ معصومی"، (لاہور: مکتبہ ضیاء القرآن، ۲۰۰۴ء)، ج: ۳، ص: 21و22۔

22 معصومی، میر صفر احمد، "مقاماتِ معصومی"، (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء)، ج: ۱، ص: ۲۳۔

23 ایضاً، ص: 23۔